خلیفۃ الاعظم
امیر المومنین عبدالرحمٰن الناصر لدین اللہ

(۳)

از جناب سید انوار الحق صاحب حقی ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی لکچرر
(تاریخ و سیاسیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ)

شاہان لیون اور نوار کی خلیفہ کے دربار میں حاضری

خلیفہ ناصر اس وقت عیسائیوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اردونہ ثالث سے باعزت شرائط پر صلح منظور کر لی تھی ورنہ وہ اس سے کہیں زیادہ سخت اور تذلیل آمیز شرائط منوا سکتا تھا۔ مگر چونکہ سنیکو نے بدعہدی کی اس لئے اپنی عزت و عظمت قایم رکھنے کی خاطر اس نے احمد کو یہ حکم دیا تھا۔

سنیکو نہایت ہی مغرور و متکبر تھا اور جلد ہی اس نے اپنی رعایا کو بددل اور ناراض کر دیا۔ اس کی مطلق العنانی سے اہالی کلیسا اور امراء اس کے خلاف ہو گئے اور عوام اس کے مٹاپے سے جس کی وجہ سے اس کا چلنا پھرنا دوبھر تھا بددل تھے آخر قبائلی سرداروں کی مخالفت اور سازش سے مجبور ہو کر سنیکو نے اپنی نانی طوطہ ملکہ نوار کے پاس جا کر پناہ لی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اسے دوبارہ لیون کا تخت دلائیگی

لیون کا تخت دوبارہ حاصل کرنا آسان نہ تھا کیونکہ لیون میں سنیکو کا کوئی بھی حامی اور طرفدار نہ تھا اور سلطنت نوار اتنی مضبوط اور طاقت ور نہ تھی کہ ملکہ طوطہ تن تنہا

اپنے بل بوتے پر لیون کی تسخیر کا خواب بھی دیکھنے اس کام کے لئے اسے خلیفہ ناصر کے علاوہ کوئی دوسرا مددگار و معاون نہ نظر آتا تھا جو اتنا طاقتور ہو کہ فتح و تسخیر کے بعد بھی سنکو کو تخت لیون پر برقرار رکھ سکے اور ساتھ ہی اس کے مٹاپے کا بھی علاج کرا دے جس کی وجہ سے اس کی رعایا کی اپنے بادشاہ سے بددلی و نفرت دور ہو جائے کیونکہ لیون کے عوام جنگجو اور بہادر تھے جن کی سیر و تفریح شکار اور میدان جنگ کے علاوہ کچھ نہ تھی بقول "اسکاٹ" جنگ ان کا پیشہ تھا، اور جنگی مشغلیں ان کی زندگی کا بہترین شغل اور لازمی جزو تھیں ایسا طبیب حاذق جو سنکو کے مٹاپے کو دور کر دے صرف قرطبہ ہی میں مل سکتا تھا"

لیکن خلیفہ عبدالرحمن الناصر سے مدد مانگنے میں ملکہ طوطہ کی عزت و عظمت پر آنچ آتی تھی۔ پروفیسر ڈوزی کے الفاظ میں [۱۲] ایسا سوال کرنے میں ملکہ کی عزت میں بٹہ لگتا تھا کیونکہ اسے ایک ایسے بادشاہ کے سامنے سائل بننا پڑتا تھا جس کو وہ کافر سمجھتی تھی جس سے تیس برس تک لڑائیاں ہوتی رہی تھیں جس نے مشکل سے ایک سال بھی ایسا جانے نہیں دیا کہ جس میں ملکہ کے ملک اور مقبوضات کو غارت اور دیہات و قصبات کو جلا کر خاک نہ کیا ہو" پس ایسے شخص کے سامنے ہاتھ پھیلانا ملکہ کی طبیعت کے خلاف تھا لیکن نواسے کی محبت اور اس کو پھر تندرست اور صاحب تاج و تخت دیکھنے کی آرزو نے اسے بالکل مجبور کر دیا، نواسے کی مصیبتوں کے خیال سے طلب امداد میں اس بات کی غیرت نہ رہی کہ ایک مسلمان بادشاہ کے سامنے جس سے عداوت چلی آتی تھی درخواست پیش کرے۔

خلیفہ نے ملکہ کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اور سنکو کے علاج کے لئے شاہی طبیب حصدائی کو بھیجا۔ طبیب حاذق ہونے کے علاوہ حصدائی نہایت ہی شیریں

مقال فصیح بیان اور لائق و تجربہ کار سفیر بھی تھا۔ سینکو کے علاج کے علاوہ خلیفہ نے اس کے سپرد یہ فرض بھی کیا کہ وہ اس کی شرطوں کو ملکہ سے منوائے۔ خلیفہ کی دو شرطیں نہایت سخت تھیں اول تو یہ کہ معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے ملکہ طوطہ، اس کا بیٹا غرسد اور نواسہ سینکو قرطبہ آئیں اور دوسری یہ کہ لیون کی فتح کے بعد سرحد والے دس قلعے خلیفہ کے حوالے کردیئے جائیں گے پہلی شرط ملکہ کے لئے بہت سخت تھی۔ لیکن مجبوراً راضی ہوگئی اور اس طرح حسدائی کی شیریں کلامی اور دانشمندی کی بدولت مسلمانان اندلس نے اپنی تاریخ میں پہلی اور آخری بار یہ سماں دیکھا کہ ان کے قدیمی دشمنوں کے فرمانروا خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوکر اس سے امداد و اعانت کے خواستگار ہوتے ہیں۔ لوگ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے اور ان کی خوشیوں کا اندازہ ہمیں ان قصیدوں سے ہوسکتا ہے جو حسدائی کی تعریف میں لکھے گئے تھے۔

اپنے معزز مہمانوں کے ساتھ ان کی حیثیت و مرتبت کے شایانِ شان سلوک کیا جس خوش اخلاقی اور خسروانہ فراخدلی سے وہ طالب و سائل بادشاہوں سے پیش آیا اس کے تمام یورپی مورخین مداح ہیں اسکاٹ کا کہنا ہے کہ "بہت سے پادریوں اور امراء کو لے کر تینوں عیسائی بادشاہوں نے اپنا سفر صورت سفر شروع کیا جب وہ مسلمانوں کے ملک سے گذرے تو لوگ سخت تعجب کی نگاہ سے اس نئی بات کو دیکھتے تھے راستہ بھر ایک جمِ غفیر قطار در قطار کھڑا رہتا تھا۔ شہر اور قصبے ان کو دیکھنے کے لئے خالی ہوجاتے تھے۔ جس سے ان تینوں بادشاہوں کو راستہ چلنا مشکل ہوجاتا تھا قرطبہ میں جب پہنچے تو ان کا نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا گیا جو ایسا تھا کہ جیسا کسی فتحیاب فوج کا کیا جاتا ہے نہ ایسا کہ جیسا کسی طالب و سائلِ تخت کا ہوتا ہے امیرالمومنین

کی خوش تدبیری نے جہاں تک ممکن ہوا اس استقبال کو ایسے رنگ میں رنگا کہ سانکوں کو اپنی توہین معلوم نہیں ہوئی۔"

پروفیسر ڈوزی لکھتے ہیں کہ "اس امر میں شبہ کی ضرورت نہیں کہ ناصر کے لئے یہ دن بہت ہی خوشی اور اطمینان کا تھا۔ وہ دیکھتا ہوگا کہ اس کے پرانے دشمن اور بدخواہ رد میر ثانی فاتح شنبت مانکش والخندق کا فرزند سینکو اور وہ بہادر ملکہ جو لڑائیوں میں خود اپنی فوجوں کو خلیفہ کے مقابلے پر لاتی تھی اس وقت دونوں اسکے قدموں پر سر رکھتے ہیں۔

اس قسم کے خیالات خلیفہ ناصر کے دل میں جو کچھ بھی ہوں لیکن کسی علامت سے اس نے انھیں ظاہر نہ ہونے دیا" اور بقول لین پول وہ "ان لوگوں سے بڑے تزک و احتشام اور ان ساری خوش اخلاقیوں کے ساتھ ملا جو اس کا خاصہ تھیں"

اپنے وعدہ کے مطابق خلیفہ نے سینکو کی اپنی پوری طاقت سے مدد کی اور عربی فوجوں نے ۹۵۹ء میں لیون کا بڑا حصہ فتح کر کے اس پر سینکو کی حکومت قایم کرادی اور ۹۶۰ء میں دارالسلطنت پر قبضہ کر کے سارا ملک اسی کے قبضہ و اقتدار میں کر دیا یہ خلیفہ کی سب سے شاندار اور آخری کامیابی تھی کیونکہ اگلے سال ۱۶ اکتوبر ۹۶۱ء کو اس نے اس دار فانی کو ستر سال کی عمر میں خیر باد کہا۔

خلیفہ عبدالرحمٰن عادل - ترقی پسند اور روادار تھا۔ آج سے ایک ہزار سال پہلے اس نے اس فراخدلی، روشن خیالی اور منصف مزاجی سے حکومت کی کہ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ایک ایسے زمانہ میں جبکہ یورپ میں عیاشی، رشوت ستانی، جبر و تشدد اور ظلم و ستم کا دور دورہ تھا اسپین ان سے بری تھا جب یورپ میں مذہبی اختلافات پر رعایا زندہ آگ میں جلائی جاتی تھی اسپین میں وہ مسلمانوں کے دوش

بدوش امورِ سلطنت میں حصّہ لیتی تھی۔ غیر مسلم رعایا پر مذہبی روک ٹوک نہ تھی۔ اپنی عبادت گاہوں میں وہ اپنے طریقہ پر عبادت کرتے تھے۔ عالم اور فاضل کی قدر تھی۔ اس لئے بلا امتیاز مذہب وملت اعلیٰ عہدوں پر غیر مسلم فائز کئے جاتے تھے، خلیفہ کی دولت، طاقت، عظمت اور شان وشوکت یورپ اور افریقہ میں گھر گھر مشہور تھی اور ایشیا کے مسلم ملکوں میں بھی اس کا ذکر وچرچا ہونے لگا تھا۔

کارنامے | سلاطین اندلس میں خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کا درجہ سب سے بلند اور ممتاز ہے اور اس کا شمار دنیا کے مشہور فرمانرواؤں کی صفِ اول میں ہونا چاہیے۔ ڈوزی لکھتا ہے "جو کام اس نے کئے وہ کام نہ تھے بلکہ قریب قریب معجزے تھے۔ جس وقت وہ تخت نشین ہوا تھا تو تمام ملک بدنظمی و خانہ جنگی کا شکار ہو رہا تھا ہر طرف فتنہ وفساد برپا تھا سلطنت مختلف النسل لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تھی جو شمال کے عیسائیوں کی لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا شکار ہو رہی تھیں اور نوبت اس کے قریب پہنچ گئی تھی کہ ان ریاستوں کو کہیں تو لیون کے عیسائی اور کہیں افریقہ کے فاطمی ایک دن اپنا لقمہ نہ بنالیں باوجود بے شمار مشکلات کے عبدالرحمٰن نے اندلس کو اندلسی دشمنوں کے فساد اور بیرونی دشمنوں کی حکومت سے بچالیا۔۔۔۔۔۔ اسپین میں اسلامی حکومت کو جو اعلیٰ رتبہ عبدالرحمٰن ثالث نے بخشا وہ کبھی پہلے اسے حاصل نہ ہوا تھا اس نے سلطنت میں امن واستحکام پیدا کیا بیرون ملک اس کی عزت اور وقعت قائم کی۔"

خلیفہ نے بیرونی دشمنوں کے مقابل اپنی طاقت کو بہت بڑھا لیا تھا فاطمی خلفا ہر افریقہ کی طرف سے حملوں کی روک تھام کے لئے اس نے کیوٹا کے مقام پر ایک مستقل مستقر قائم کیا تھا۔ بحری جنگوں میں بھی وہ اپنے حریفوں کا ہمسر رہا شمال کی عیسائی

ریاستوں سے اُس نے اپنا لوہا منوالیا تھا۔ اور اُن پر اپنی طاقت وعظمت کا ایسا سکہ جمایا تھا کہ وہ اب اُس کی مخالفت اور ہمسری کے دعوؤں کے بجائے اس کو اپنا مربی وسرپرست تسلیم کرنے لگی تھیں۔ اور ان کے مغرور فرمانروا اس کے پاس اپنے جھگڑوں کے تصفیہ کے لئے آنے لگے تھے اس نے اندلس کو اغیار کی نظروں میں نہایت وقیع بنادیا تھا اور دور دراز ملکوں کے سفیر خلیفہ کے دربار میں حاضری دیتے تھے۔ فرانس۔ جرمنی اٹلی اور قسطنطنیہ کے حکمران اس کو تحفے بھیجتے تھے اور اس کی دوستی اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے

دولت وحشمت | خلیفہ ناصر کے عہد میں تمام ملک خوش، فارغ البال، ترقی پذیر اور پرامن تھا۔ اس سے پیشتر اندلس کبھی اس قدر زرخیز و پرسکون نہ تھا۔ صنعت وحرفت عروج پر تھی۔ تجارت کو روز افزوں فروغ تھا۔ اور زراعت بار آور تھی۔ رعایا خوش حال اور فارغ البال تھی۔ ملک کی مرفہ الحالی کا اندازہ اس کی آمدنی اور آبادی سے بخوبی ہوتا ہے عبدالرحمٰن کے عہد حکومت میں ملک کی آبادی تین کروڑ سے زیادہ تھی۔ بڑے بڑے شہروں کی تعداد اتنی تھی جن میں اشبیلیہ اور المیریا کی آبادی پانچ پانچ لاکھ۔ غرناطہ کی چار لاکھ پچیس ہزار۔ ملاغہ کی تین لاکھ۔ بلنسیہ کی ڈھائی لاکھ اور طلیطلہ کی دو لاکھ تھی چھوٹے شہروں اور قصبوں کی تو کوئی گنتی ہی نہ تھی۔ صرف وادی الکبیر ہی پر بارہ ہزار گاؤں بسے ہوئے تھے شہروں میں صفائی اور روشنی کا خاص انتظام تھا۔ سڑکیں پختہ تھیں اور ان دو رویہ لالٹینیں نصب تھیں گندے پانی کے لئے باقاعدہ نہایت چوڑی اور پختہ موریوں اور نالوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ حکومت کے علاوہ عوام بھی اس قدر صفائی پسند تھے کہ مورخین کا بیان ہے کہ انھیں لہو کا رہنا منظور تھا مگر گندگی دور غلاظت کو دور کرنے کے

لئے وہ آخری پانی تک صرف کر دیتے تھے۔ بقول لین پول جب قرون وسطیٰ کے عیسائیوں نے نہانے دھونے اور پاک وصاف رہنے کو کافروں کی رسم سمجھ کر مردود قرار دے دیا تھا اور جب پادری اور پادرنیں اپنی گندگی کی تحریر نشر و اشاعت کرتی پھرتی تھیں یہاں تک کہ ایک عیسائیہ ولیہ نے تفاخراً یہ واقعہ قلمبند کیا ہے کہ اس نے ساٹھ[20] سال کی عمر میں ایک مرتبہ بھی غسل نہ کیا اور سوائے مذہبی ضرورت کے انگلیوں پر پانی چھڑکنے کے سوا کبھی پانی کے قریب تک نہ گئی۔ جس زمانہ میں میلا کچیلا رہنا عیسائی تقدس کا تمغہ تھا اس زمانہ میں مسلمان صفائی اور پاکیزگی کے سب سے بڑے علمبردار تھے ...... آخر میں جب اسپین پر دوبارہ عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تو فلپ دوم، انگلستان کی ملکہ میری کے شوہر نے جو اسپین کا بادشاہ تھا اپنے حکم سے تمام پبلک حماموں کو تڑوا کر زمین کے برابر کرادیا تھا۔ کیونکہ وہ "کفار" کی تہذیب وتمدن کے اعلیٰ نمونہ تھے" اور بات بھی یہی تھی کیونکہ حمام مسلمانوں کی معاشرت و تہذیب کا جزو لاینفک تھے۔ آبادی اتنی گنجان تھی کہ ایک دن کے سفر میں ایک مسافر کو تین شہروں اور لاتعداد دیہات اور قصبات سے گذرنا پڑتا تھا اور سڑک کے دونوں طرف پھل اور سایہ دار درختوں کا لامتناہی سلسلہ ہوتا تھا آبادی کی طرح اندلس کی دولتمندی بھی ناقابل اعتبار معلوم ہوتی ہے فارغ البالی اور مرفہ الحالی کے سلسلہ میں یورپ کا تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ بغداد اور الف لیلہ کی رنگین و مبالغہ آمیز روایات ہیچ ہیں۔ حکومت کی سالانہ آمدنی ساڑھے آٹھ کروڑ روپئے تھی (دسویں صدی میں روپیہ کی قیمت کی نسبت آجکل کے لحاظ سے دہی تھی جو ایک کو بیس سے ہوتی ہے) عبدالرحمٰن نے محاصل میں کمی و تخفیف کردی تھی۔ معدنیات، مال تجارت اور پیداوار پر ۱/۱۰ ٹیکس تھا مال درآمد۔ جائداد کی فروخت اور دکانوں پر بھی کچھ برائے نام ٹیکس تھا۔ حکومت کے

رعب و دبدبہ اور خلیفہ کی شان و شوکت کے لئے عمارات و قصور پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا گیا اور عیسائیوں کے خلاف مسلسل پچاس سال جنگ میں پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا لیکن پھر بھی خلیفہ کی وفات کے وقت پچاس کروڑ روپیہ خزانہ میں موجود تھا یہ دولت ٹیکسوں کی بھرمار غلاموں کی محنت یا جنگ کے مال غنیمت سے نہیں حاصل ہوتی تھی بلکہ زراعت اور صنعت و حرفت کی ترقی نے ملک کو مالا مال کر دیا تھا۔ زراعت کو اس قدر ترقی دی گئی تھی کہ ایک فٹ زمین بھی بنجر نہیں چھوڑی گئی تھی جنگلات صاف کر کے کاشت کی جاتی تھی اور سارے ملک میں آبپاشی کا نہایت معقول انتظام کیا گیا تھا۔ اسکاٹ کا بیان ہے کہ "مسلمانوں کو کچھ ایسا تجربہ تھا کہ خشک زمین کو بھی دیکھ کر بتلا دیتے تھے کہ آیا یہاں پانی ہے یا نہیں آج تک پہاڑوں میں ان کی کھودی ہوئی نالیاں موجود ہیں جو ان کی محنت و مشقت کی زندہ شہادت ہیں" تمام ملک میں نہروں کا جال بچھا ہوا تھا اور ہر جگہ لہلہاتے ہوئے باغات، پھل پھول اور سبزے نظر آتے تھے جنوبی صوبوں میں نو سال میں تین تین اور چار چار فصلیں تک پیدا کی جاتی تھیں۔ سائنٹفک طریقوں سے کاشتکاری ہونے کی بدولت غلہ کی اس قدر فراوانی تھی کہ تین کروڑ سے زیادہ آبادی کے لئے کافی ہوتا تھا اور نہایت سستا تھا[1]۔

اندلس میں عام سیر چشمی اور فارغ البالی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ معمولی سے

---

[1] قستالۂ قدیم بے گیاہ اور بنجر ہونے میں ضرب المثل تھا مگر مسلمانوں کے زمانہ میں وہاں سرسبز جنگل تھے اور جابجا خوبصورت گاؤں آباد تھے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں لامنکا کے جس میدان میں حد نظر تک کھیت ہی کھیت تھے وہاں اس وقت بھوکے جانوروں کو کہیں کہیں منہ مارنے کو گھاس نظر آجاتی ہے۔ ... آج کل کے مقابلہ میں فصلیں پوری سوگنی پیداوار دیتی تھیں۔ (اسکاٹ)

معمولی آدمی بھی صاف اور خوبصورت لباس زیب تن کرتا تھا۔ سواری رکھتا تھا۔ اور خوش ذائقہ و شیریں پھل اس کی غذا کا ضروری جزو تھے جبکہ اس وقت یورپ میں گرانی اور کمیابی کی وجہ سے پھلوں کا تکلفات میں شمار ہوتا تھا۔ پیشہ ور فقیر ناپید تھے۔ بیمار اور اپاہجوں کے علاج اور خبر گیری کا باقاعدہ سرکاری انتظام ہوتا تھا۔ یتیموں کی تعلیم اور پرورش کا بھی خلیفہ کی جانب سے مناسب اور معقول بندوبست تھا۔

علم دوستی | خلیفہ کو علم وادب سے خاص شغف تھا۔ اور خلیفہ کی فیاضی۔ قدر افزائی اور فراخ حوصلگی کی شہرت تمام دنیا میں تھی اور اس کی قدر دانی کی وجہ سے قرطبہ علوم و فنون کے علماء اور فضلا کا مرکز و منزل ہو گیا تھا۔ قرطبہ کے طبیب اور جراح اپنا جواب نہیں رکھتے تھے خلیفہ کی علم دوستی اور شوق کی وجہ سے سارے ملک میں علم وادب کا خاص چرچا تھا اور بقول اسکاٹ "قصر شاہی میں، شہزادوں کے محلوں میں، امرا کے مکانات میں، علما کے گھروں میں ہر ایک متلاشی علم کو اپنے دل و دماغ کی ترقی کا پورا سامان مل جاتا تھا کیونکہ ہر جگہ مذاقِ عام کے مباحثے ہوتے رہتے تھے کہیں سائنٹفک تحقیقات ہوتی تھیں کہیں علمی تقریریں سنی جاتی تھیں۔ کہیں بدیہہ گوئی کی مشق ہوتی تھی۔ کہیں شعراء کی آپس میں طبع آزمائیاں ہوتی تھیں۔ ہر ایک پیشہ، ہر ایک طبقہ، ہر ایک گروہ میں نہایت کارآمد اور خوبصورت صنعتوں کا زور تھا مرد، عورت علم وادب کے شیدائی تھے اور ہر فرد اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا" خلیفہ اور خلیفہ کے بڑے بیٹوں نے اپنی اپنی علیحدہ لائبریریاں قایم کی تھیں۔ اور خود خلیفہ اپنی لائبریری میں کئی کئی گھنٹے علمی بحث و مباحثہ میں صرف کیا کرتا تھا اور یہ خلیفہ کی علم دوستی اور شوق کا اثر تھا کہ رعایا کو بھی علم سے اتنی دلچسپی اور گرویدگی ہو گئی تھی۔ کہ وہ عمدہ کتب کے مقابلہ میں زر و جواہر کو ہیچ سمجھتے تھے۔ بہترین اور بے مثل

کتب خلیفہ ناصر اور اس کے بعد اس کے لائق، علم دوست اور علم پرور بیٹے حکم کے دورِ حکومت میں تصنیف کی گئیں۔ قابل اور لائق مصنفین کی تعداد کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عبدالرحمٰن کی وفات کے تیس سال بعد ابن فلطان نے ایک ضخیم کتاب صرف مولفین اور مصنفین کے مختصر حالات پر لکھی۔

تعلیم عام تھی۔ عام طور سے ہر شخص قرآن کریم پڑھ سکتا تھا قریب قریب ہر مسجد میں ایک اسکول تھا۔ جہاں مفت تعلیم ملتی تھی۔ اہل اسپین علم کے اس قدر شائق ہو گئے تھے کہ اوسط درجہ کے مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں اور احاطوں میں مکتب اور مدرسے قائم کئے تھے۔

رفاہ عام (تجارت، زراعت اور صناعیوں نے ملک میں دولت کے انبار لگا دئے تھے اور شاہی خزانوں کے علاوہ رعایا بھی مالامال تھی خلیفہ کو رفاہِ عام کا اس قدر شوق تھا کہ مالیاتِ سلطنت کا ایک تہائی حصہ اس مد میں خرچ کرتا تھا مسلم قیدیوں کی رہائی کے لیئے خلیفہ نے بڑی جدوجہد کی اور اس کام کو اس وقت تک جاری رکھا گیا جب تک خلیفہ کو یہ یقین کامل نہ ہو گیا کہ ایک بھی مسلمان کسی دوسری مملکت میں بطور قیدی یا غلام کے موجود نہیں ہے۔ عمارات بنوانے کا بھی خلیفہ کو بہت شوق تھا۔ محلات، مساجد، حمام، چشمے فوارے، پل، باغات سڑکیں وغیرہ وغیرہ آج بھی مسلمانوں کی اس عظمت و شکوہ کی شاہد ہیں جن کی یاد دل سے کبھی فراموش نہ ہوگی۔

صنعت و حرفت| ملک کی بیرونی تجارت اور سواحل اندلس کی حفاظت کے لئے ایک نہایت ہی طاقتور اور بحری بیڑہ تھا۔ اور لوگ بحری سفر کے اس قدر شائق ہو گئے تھے کہ جو مقامات یا علاقے دریاؤں کے کنارے نہیں تھے ان کو مضبوط اور پختہ سڑکوں وپلوں کے ذریعہ

دریاؤں سے ملا دیا گیا تھا۔ چنانچہ اکثر شہر دریا سے صرف ایک دن سے زیادہ کی مسافت پر نہ تھے تجارتی بیڑہ کی بدولت اندلس کے تجارتی تعلقات نہایت وسیع تھے۔ اور یورپ ایشیا اور افریقہ کی نادر اشیاء اندلس کے شہروں میں نہایت آسانی اور فراوانی سے ملتی تھیں جو خام پیداوار غیر ممالک سے آتی تھیں اس کو اہل اسپین تیار کر کے باہر بھیجتے تھے اس وقت پارچہ بافی، فن شیشہ گری، مرصع طلائی زیورات بنانے، چاندی اور پیتل کے برتن ڈھالنے میں کوئی ملک اسپین کا ہمسر نہ تھا قرطبہ میں تقریباً دو تین لاکھ گھر تھے جن میں سے تین چوتھائی گھران صناعوں اور کاریگروں کے تھے جو پارچہ بافی اور دیگر فنون کے استاد کامل تھے مگر صناعی کے لحاظ سے المیریا اور اشبیلیہ کو قرطبہ پر بھی فوقیت حاصل تھی اور یہ صنعت و حرفت زراعت و تجارت کی بحالی اور ترقی کا نتیجہ تھا کہ تکلیف دہ ٹیکس معاف کر دینے اور محاصل میں کمی کر دینے کے باوجود خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کی کل آمدنی عبدالرحمٰن اول سے بیس گنی اور عبدالرحمٰن دوم سے پانچ گنا زیادہ تھی۔

ملک میں امن و امان کا دور دورہ تھا خلیفہ ہر ایک کے ساتھ یکساں انصاف و عمل کا حامی و خواہاں تھا ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے آدمیوں کی جان و مال اور حقوق کا یکساں لحاظ کیا جاتا تھا۔ محافظ دستے سڑکوں پر پہرہ دیتے تھے" اور آمد و رفت کے ذرائع اتنے عمدہ اور محفوظ تھے کہ دیہاتوں کی پیداوار اور صنعتی اشیاء ملک کے گوشہ گوشہ میں بآسانی پہنچ جاتی تھیں۔

قرطبہ قرطبہ کی شان و شوکت یورپ میں قسطنطنیہ کے سوائے سب سے بڑھی ہوئی تھی فلسفہ اور سائنس کا مرکز وسیع تھا۔ جگہ جگہ علم و ہنر۔ فن و کمال کا چرچا تھا۔ اس کی عمارات، باغات، مدرسے، کتب خانے، شفا خانے، سڑکیں اور اس کے شہریوں کی

نفاست و لیاقت کا عام شہرہ تھا۔ اور ان باتوں میں یورپ کا کوئی شہر بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس کا یورپی مورخین کو بھی اعتراف ہے۔ لین پول لکھتا ہے:—

"جب ہمارے سیکسن آباو اجداد چوبی مکانات میں رہتے تھے اور گندی پیالوں پر سوتے تھے جب ہماری زبان بھی نہ بنی تھی اور جب لکھنا پڑھنا صرف معدودے چند پادریوں کا اجارہ بنا ہوا تھا ہمیں اس زمانہ کے اندلسی مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کی تعریف کئے بغیر چارہ نہیں اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں تمام یورپ جہالت اور درندگی کا آماجگاہ بنا ہوا تھا تو اندلس کے دار الحکومت قرطبہ کے علوم و فنون کی روشنی سے ہماری آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا ہونے لگتی ہے۔"

قرطبہ دس میل کی لمبائی میں لبا ہوا تھا اور اس کی آبادی دس لاکھ سے زیادہ ہی تھی۔ مکانات کی تعداد دو اور تین لاکھ کے درمیان تھی۔ اس میں سات سو مسجدیں۔ نو سو پبلک حمام۔ اسی ہزار چار سو دکانیں۔ چار ہزار تجارت کے گودام۔ پچاس شفاخانے ایک دار العلوم اور لاتعداد مدرسے و مکتب اور پبلک کتب خانے تھے۔ باغات اور تفریح گاہوں کا کیا شمار و قطار۔ مقری کے بیان کے مطابق قرطبہ اس زمانہ میں تمام دنیا کے علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا اور دنیا کے مختلف حصوں سے طلباء تحصیل علم کے لئے آیا کرتے تھے اور فن شعر، سائنس، فلسفہ، الٰہیات اور قانون وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

برنہارٹ اور ای ایم وبشیا لکھتے ہیں کہ "سائنس آرٹ، اور ادب اس عہد میں جیسے مسلم اسپین میں عروج پر تھے۔ ویسے یورپ میں اس وقت کہیں نہ تھے شاندار عمارات اور خانگی زندگی کی عیش و عشرت یورپ میں اندلس جیسی کہیں بھی نہ ملتی تھی۔

سوسائٹی میں مسلمان عورتوں کو وہ مرتبہ اور عزت حاصل تھی۔ جو اس وقت یورپ میں عیسائی عورت کو کہیں بھی نصیب نہ تھی اور نہ صدیوں بعد تک حاصل ہو سکی۔ صنعت و حرفت اور زراعت میں بلکہ علوم و فنون، فلسفہ و سائنس کے ہر شعبہ اور ہر شق میں عربوں نے اس قدر ترقی کی تھی اور ان کی ترقی سے دنیا کو اس قدر فائدہ پہنچا کہ اس کی شکر گذاری کسی طرح ممکن نہیں ہے۔"

اعتراضات | مندرجہ بالا صفحات میں ہم نے خلیفہ عبدالرحمٰن کے دور حکومت پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور قبل اس کے اس مختصر مضمون کو ختم کیا جائے چند اعتراضات کا جواب دینا ضروری ہے۔

اسکاٹ کا یہ اعتراض ہے کہ عبدالرحمٰن کا دامن بہت سے بدنما داغوں سے ملوث ہے اس کے عادات واطوار پسندیدہ نہ تھے۔ اور "ان کے جذبات عیش و نشاط ...... دیوانگی کی حد تک پہنچے ہوئے معلوم ہوتے ہیں" تعصب پر مبنی ہے معلوم نہیں اس نے کہاں سے اور کیونکر یہ الزام تراشا۔ کیونکہ علامہ مقری نے صاف صاف لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن کی سیرت کے خط و خال اسلامی تھے۔ جب ہم خلیفہ کی خدمات ملک کو دیکھتے ہیں تو ہم کیسے اور کیوں کر یقین کرلیں کہ اس شخص کی زندگی لہو و لعب میں بسر ہوتی یا یہ کہ وہ نفسانی خواہشات سے مغلوب رہتا تھا" عرب مورخین کا بیان ہے کہ خلیفہ کی وفات کے بعد ان کے کاغذات میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا پرچہ نکلا جس میں انھوں نے ان دنوں کو احتیاط سے قلمبند کیا تھا جن میں بے فکر رہے تھے ایسے دنوں کی کل تعداد چودہ تھی۔ یہ اس شخص کی ذمہ داری اور احساس فرض کا حال ہے جسے عیش پرست کہا جاتا ہے اور جس کے متعلق بقول علامہ مقری سعادت نے قسم کھائی

تھی۔ ترقیات دنیاوی اور وسعت ملک میں وہ ضرب المثل تھا۔ اس نے پچاس برس سے زیادہ حکومت کی مگر صرف چودہ دن بے فکری کے ملے اس میں شک نہیں کہ اس کے محلات کی سجاوٹ، اور بناوٹ میں اکثر جگہ عریاں مناظر پیش کئے گئے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ عریاں تصاویر و نقوش اس کی اخلاقی پستی اور رکیک جذبات کا مظہر ہیں بلکہ جیسا کہ پروفیسر ڈوزی نے لکھا ہے کہ "یہ چیزیں خلیفہ کی قوتِ تخیلی اور فن سپاہ گری کا مظاہرہ کرتی ہیں"

عمارات سے معمار کا اندازہ کیا جاتا ہے اور عبدالرحمٰن کی قابل توصیف و زریں کامیابیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اپنی سیرت و کردار اور اخلاق و اطوار کے اعتبار سے اور علم و ادب، تہذیب و شائستگی کے سرپرست کی حیثیت سے وہ یورپ کے ہر تاجدار سے بڑھا ہوا تھا۔

اس طرح بعض مورخین زوالِ بنو امیہ کا سبب خلیفہ عبدالرحمٰن کو قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ وہ خلیفہ ہے جس نے اسپین کو دنیا کا سب سے مضبوط اور ترقی یافتہ ملک بنایا۔ درحقیقت زوال اسپین کا سبب عبدالرحمٰن کا دورِ حکومت نہیں بلکہ اس کے بیٹے حکم ثانی کی حد سے زیادہ مصروفیات علم و ادب تھی۔ حکم کا سارا وقت علم و فنون کی ترقی میں صرف ہوا اور وہ انتظام مملکت کی طرف متوجہ نہ ہو سکا جس کی وجہ سے خلافت اندلس کی بنیادوں میں وہ استواری اور مضبوطی نہ رہی جو اس کے جلیل القدر باپ نے چھوڑ دی تھی۔ مگر اسپین کی تباہی کا ذمہ دار حکم بھی نہیں بلکہ اس کے کمزور عیش پرست جانشین اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے مذہبی جھگڑے چھاڑ اور خانہ جنگی کر کے اس کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا وہ ملک جو اتحاد و اتفاق، اخوت و یگانگت کی وجہ سے

رفعت میں ثریا کا مد مقابل تھا اور جو آسمان شہرت پر مثل ماہ چہار دہم چمک رہا تھا نااتفاقیوں کی بدولت اپنی حفاظت نہ کرسکا اور مسلمانوں کی جلاوطنی کے بعد بقول لین پول تھوڑے عرصہ تک عیسائی اسپین ماہتاب کی طرح مستعار روشنی سے بارونق نظر آیا۔ اس کے بعد اس کو گہن لگ گیا اور آج تک ایسی تاریکی میں پڑا ذلتیں اٹھا رہا ہے۔ زوال اسپین ایک الگ مضمون ہے اور آئندہ کسی موقع پر اس سے بحث کی جائیگی۔

تاریخ میں خلیفہ کا مرتبہ | عبدالرحمٰن بڑا فرض شناس اور لائق فرمانروا تھا وہ امور سلطنت میں معمولی سے معمولی چیزوں پر بھی غور و فکر کیا کرتا تھا وہ نہ صرف زمانہ وسطیٰ کا ایک جلیل القدر خلیفہ تھا بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ جمہوریت اور عمومیت کا دور دورہ ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کیونکہ عبدالرحمٰن نے رعایا کی خوشی اور خوش حالی کو ہمیشہ اپنا فرض اولین تصور کیا اور کبھی ایک منٹ کے لئے بھی اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کو فراموش نہیں کیا یہی جمہوریت کی اساس ہے لیکن اگر ہم بنظر غور اور انصاف دیکھیں تو نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ آج بھی اس کا عملی سبق کہیں نہیں ملتا۔

اس نے رعایا میں صحیح جذبہ ترقی پیدا کیا انھیں علم و ادب صفائی اور پاکیزگی تہذیب و تمدن رحم و انصاف اُخوت و محبت حسن و نفاست صناعی اور کاریگری کا خوگر بنا کر گمنامی کے قعر مذلت سے نکال کر بام عروج و شہرت پر پہنچا دیا اس نے عرب قوم اور اسپین کا نام تمام دنیا میں روشن کیا اور تاریخ عالم میں ایک لازوال ایک ابدی اور غیر فانی کارنامہ چھوڑ گیا وہ دور

وسطیٰ کا حکیم تھا جس نے اپنی ضرب حیات آفریں سے اسپین کی جان خفتہ کو بیدار کیا وہ ایک مسیحا تھا جس نے اپنے ملک اور قوم کی چارہ سازی کی۔

مکمل لغات القرآن مع فہرست الفاظ

جلد اوّل

طبع جدید

لغات القرآن جلد اول بہت دن ہوئے کہ ختم ہو چکی تھی اور ادارہ اگر اگست ۴۷ء کے ہنگاموں کی لپیٹ میں نہ آ گیا ہوتا تو اب سے بہت پہلے اس کا دوسرا اڈیشن طبع ہو چکا ہوتا لیکن اس قیامت خیز ہنگامے میں لاکھوں روپیے کے اسٹاک کے ساتھ اس کتاب کی بھی بہت سی کتابت شدہ کاپیاں ضائع ہو گئیں اور تقریباً تمام کاپیاں نئے سرے سے لکھی گئیں شکر ہے مہینوں کی کاوش کے بعد یہ حد درجہ اہم اور ضروری کتاب تیار ہو گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ لغتِ قرآن پر ایسی جامع اور مکمل کتاب ہماری زبان میں آج تک شائع نہیں ہوئی، الفاظ قرآن کی مکمل تشریح، اور متعلقہ مباحث کی ضروری تفصیل کے ساتھ قصصِ قرآن اور اماکنِ قرآن یعنی قرآن مجید نے جن مقامات کا تذکرہ کیا ہے ان کا مفصل بیان بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔

ہندوستان کے مشہور و معروف اخبار "مدینہ" نے کتاب کے پہلے ایڈیشن پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا "جو لوگ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا چاہتے ہیں، ان کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے اس میں کلام پاک کے تمام الفاظ و کلمات کے معنی نہایت شرح و بسط کے ساتھ عام فہم اردو میں درج کئے گئے ہیں الخ۔ اردو میں اس موضوع پر چند کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن زیر تبصرہ کتاب ہر لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتی ہے طباعت و کتابت ندوۃ المصنفین کی روائی شان کے مطابق اس گرانی و گراں جانی کے زمانہ میں بھی حیرت ناک طور پر بہت عمدہ اور دیدہ زیب ہے"، صفحات ۴۳۶ بڑی تقطیع قیمت چار روپے مجلد پانچ روپئے۔